قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ آل عمران 74

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

جمعرات26دسمبر2019ء | 28ربیع الثانی1441ہجری قمری | جلد نمبر 1: | شمارہ 12:

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ (الانفال:3)

مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

مشتبہ باتوں سے بچنا چاہئے

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی کچھ باتیں ہیں۔ اکثر لوگ انہیں نہیں جانتے۔ پس جو اِن مشتبہ باتوں سے بچا ، اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری احتیاط سے کام لیا۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآن اور تقویٰ کی باریک راہیں

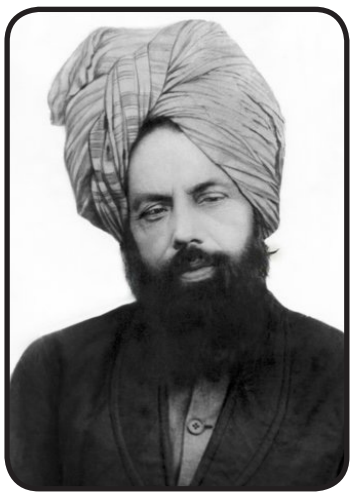

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں :

’’یہ وسوسہ ہے کہ کامل گناہ کا بیان انجیل میں ہی ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انجیل تقویٰ کی راہوں کو کامل طور پر بیان نہیں کر سکی اور نہ انجیل نے ایسا دعویٰ کیا مگر قرآن شریف نے تو اپنے نزول کی علّت غائی ہی یہ قرار دی ہے کہ تقویٰ کی راہوں کو سکھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَۙ (البقرۃ:3) یعنی یہ کتاب اس غرض سے اتری ہے کہ تا جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں ان کو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جائے تاوہ ان بُرے کاموں سے بھی پرہیز کریں جو ہریک آنکھ کو نظر نہیں آتے بلکہ فقط معرفت کی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں اور موٹی نگاہیں ان کے دیکھنے سے خطا کر جاتی ہیں مثلاً آپ کے یسوع صاحب کا قول متی نے یہ لکھا ہے کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرچکا لیکن قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ نہ تو شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورت کے منہ پر ہر گز نظر نہ ڈال اور ان کی باتیں مت سن اور ان کی آواز مت سن اور ان کے حسن کے قصے مت سن کہ ان امور سے پرہیز کرنا تجھے ٹھوکر کھانے سے بچائے گا جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ‌ؕ (النور:31) یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنے کانوں اور ستر گاہوں کی حفاظت کریں یعنی کان کو بھی ان کی نرم باتوں اور ان کی خوبصورتی کے قصوں سے بچاویں کہ یہ سب طریق ٹھوکر کھانے کے ہیں۔‘‘

(نورالقرآن نمبر2،روحانی خزائن جلد9ص415-416)

فرمان خلیفہ وقت

خدا شناسی اور ایمان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

’’حضرت مسیح موعود نے ہمیں بتایا کہ ایمان کی حالت اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ خداتعالیٰ کی پہچان نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بھاری مرحلہ جو ہم نے طے کرنا ہے وہ خدا شناسی ہے۔ اس کو پہچاننا ہے اور اگر ہماری خداشناسی ہی ناقص اور مشتبہ اور دھندلی ہے تو ہمارا ایمان ہر گز منور اور چمکیلا نہیں ہوسکتا اور خداشناسی کس طرح ہو گی؟ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے سے ہو گی۔ خدا کی پہچان اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحیمیت کی ہے اس کے ظاہرہونے سے ہوتی ہے۔ ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے سے ہو گی جس میں خدا تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات ہمارے تجربے میں آئیں گی اور یہ باتیں اس وقت تجربے میں آ سکتی ہیں جب خدا کی عبادت اور اس سے تعلق کا غیر معمولی اظہار ہو رہا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات جب تجربے میں آتی ہیں تو پھر وہ نفسانی جذبات سے چھڑاتی ہیں اور نفسانی جذبات کمزوری ایمان اور کمزوری یقین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایمان کمزور نہ ہو، اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو تو نفسانی جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی آسائشیں، اس کی املاک، اس کی دولتیں جس قدر انسان کو پیاری ہیں اتنی اخروی زندگی کی نعمتیں اسے پیاری نہیں۔

کہنے کو تو انسان کہتا ہے کہ مجھے آخری زندگی کی نعمتیں پیاری ہیں۔ کیونکہ اگر اخروی زندگی کی نعمتیں بھی اتنی ہی پیاری ہوتیں تو پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے بھی اتنی ہی کوشش ہوتی جتنی ان دنیاوی چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہوتی۔ پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحیمیت اور وعدوں پر حقیقی ایمان نہیں ہے اور اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2جون2017ء)

دربارِ خلافت

اسلام کی حقیقی تعلیم امن اور محبت

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بانیان مذاہب کانفرنس کا سلسلہ جاری رہتا ہے جن میں تمام مذاہب کے نمائندے اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔میں میانمار میں ایسی ہی کانفرنس30مارچ2019ءکو منعقد ہوئی۔جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کانفرنس کے تمام مندوبین اور شاملین کو مخاطب ہوکر انگریزی زبان میں پیغام بھجوایا۔جس کا اردو ترجمہ مکرم مجید احمد بشیر نے بطور مائدہ تیار کیا ہے۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر)

پیارے مندوبین و شمولیین یوم بانیان مذاہب کانفرنس،میانمار

مجھے خوشی ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار ایک مرتبہ پھر آج کے دور میں مذہب کی اہمیت پربات چیت کے لئے مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ آج دنیا کی سب سے اشد اور فوری ضرورت امن کا قیام اورخدا پر یقین پیدا کرنا ہے۔ اور اس کے لئے ہمارا بنیادی مقصد اس کی مخلوق کی زندگیوں میں بہتری لانا ہے خصوصا بنی نوع انسان جو کہ زندگی کی سب سے بہتر شکل تصور کی جاتی ہے۔

بطور مسلمان میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کو پوری دنیا کی اصلاح اور ان انتہائی اہم مقاصد کو بنی نوع انسان میں راسخ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

آج کے دور کے بارہ میں ،قرآن اور آنحضرت ﷺ دونوں نے ہی یہ پیشگوئی فرما دی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب کہ مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھول جائیں گے اور حقیقت میں بہت سے نام نہاد علماء اور رہنما باہمی اختلاف، بد عملی اور خرابی کی وجہ ہوں گے۔ لیکن یہ بات اہم ہے کہ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ خوشخبری بھی دی کہ احیائے اسلام کے لئے (اسلام کی تجدید کے لئے) مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص مبعوث کیا جائے گا جو مسیح موعوداور امام مہدی کا لقب پائے گا۔ وہ مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرے گا اورمعاشرہ میں ہر سطح پر تمام قسم کی دشمنیوں اور عداوتوں کو ختم کر کے امن اور ہم آہنگی پیدا کرنا اس کا مقصد ہو گا ۔ اور اس اعلیٰ مقصد کے حصول اور اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اس اسلامی تعلیم کواصل روح کے ساتھ راسخ کرنے کے لئے انتھک محنت کرے گا اور عالمی امن کی خاطر وقف کی روح کے ساتھ بھرپورکوشش کرے گا۔

احمدی مسلمانوں کا پورا یقین ہے کہ یہ شخص ہماری جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔دوسرے مذاہب کے نبیوں اور ان کے پیروکاروں کے بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خوبصورت اصول پیش فرمایا ہے۔

" پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی۔"

(تحفۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ259)

جماعت احمدیہ کے افراد اس روح کے ساتھ دنیا کے مختلف عقیدہ اور ایمان رکھنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں میں آپس میں برداشت اور خیر خواہی کے پیغام 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کی مستقل اشاعت میں مصروف ہیں۔ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ایک ہمدرد اور ایک دوسرے کے خیال رکھنے والے معاشرہ کا قیام چاہتا ہے ۔ اوریہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر حصے میں انسانیت کی رہنمائی کے واسطے متواتر انبیاء اور اپنے نیک بندے بھجواتا رہا ہے تا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکمیل ہو سکے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ انسانیت کی اصلاح اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت، ہمدردی اور بھائی چارے کی روح پیدا کرنے کا فرض سونپا۔ دراصل یہی تمام مذاہب کا بنیادی (اور لازمی)پیغام ہے۔ اور اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ ایک بہتر معاشرہ کی افزائش اور نشوونما کر کے اور ہر سطح پر محبت ، ہمدردی اور امن کے پیغام کو پھیلا کر، اپنے تمام تر وسائل اور صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے لئے بروئے کارلائیں۔

تمام مہمان اس اہم موقع پر شمولیت کے لئےہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ شکریہ کے ان جذبات نے میری توجہ اس خدا کی طرف مبذول کر وائی ہے جس نے میرے مذہب کی تعلیمات کے مطابق انسان کو جہاں ضروری ہو دوسرے انسان کے لئے شکر گزاری دکھانے کا حکم دیا ہے۔ اگر انسان جو اسلام کی حقیقی تعلیم کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتا ہے، شکرگزاری کی صرف اس ایک تعلیم پر پورے خلوص کے ساتھ عمل کر لے تو اس کا یہی شکر گزاری کا عمل معاشرہ میں محبت اور پیار پھیلانے کا موجب ہو گا۔بالکل اس طرح جیسے ایک کھلتا ہوا پھول اپنی خوشبو اور خوبصورتی چاروں طرف پھیلا دیتا ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی علاقہ اور ملک سے ہی کیوں نہ ہو۔

یقینی طور پر اگر ہم میں سے ہر کوئی اس طریق پر عمل کرے تو بد قسمتی سے دنیا میں مختلف حالات اورمختلف اوقات میں پیدا ہونے والی شدید نفرتیں اور جھگڑے ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائیں گے اور اس کی بجائے دنیا کے کونے کونے میں ایک مستقل قائم رہنے والا امن اور آسودگی جگہ بنا لے گی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ یہ اجتماع آپس میں احترام اور ہم آہنگی کے ماحول میں منعقد ہو اور اس میں شامل تمام معزز مہمان اپنے اپنے مذہب کی نیک تعلیمات کا مظاہرہ کریں گے اور ایک خدا کی عبادت اور اس کی مخلوق کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے پر عزم ہو کر کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔

والسلام

(دستخط)مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

سیدی!! تجھ سے وعدے نبھائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

مرشدی! گیت الفت کے گائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

ہم لڑی میں تمہاری پروئے گئے
گویا زمزم میں سب ہوں بھگوئے گئے

یہ تعلق وفا کا نبھائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

تجھ کو پایا تو کانٹوں سے کلیاں ہوئے
تجھ کو مانا تو سونے کی ڈلیاں ہوئے

اپنی قامت اٹھاتے ہی جائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

تو خیالوں میں بیٹھا مرے پاس ہے
دل زمرد ہے، یاقوت، الماس ہے

دل کو انمول یونہی بنائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

آج ہر شخص مَن کا دھنی ہو گیا
چاند جیسا مرا جرمنی ہو گیا

اپنی قسمت کی قسمت بنائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

ہم غریبوں کے ہاں مہرباں آگیا
پھر خلافت کے تابع جہاں آگیا

پھر خلیفہ سے اعزاز پائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

ہم جو خدام ہیں، ہم ترے ہاتھ ہیں
دل جگر اور جذبے ترے ساتھ ہیں

اک اشارے پہ جاں وار جائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

اس کی تائید و نصرت ترے ساتھ ہو
اس کی رحمت بکثرت ترے ساتھ ہو

ہاتھ دنیا میں تیرا بٹائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

ہم فراز!! اٹھ کے ہاتھوں میں اب ہاتھ لیں
ہم محبت کے ساغر سبو ساتھ لیں!!

ساری دنیا کو یہ مے پلائیں گے ہم
ہر قدم اپنا آگے بڑھائیں گے ہم

اطہر حفیظ فرازؔ

سید قاسم احمد شاہ

خلافت سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گزرا وقت

جب حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد نے ایم ایس سی کا امتحان پاس کرلیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زندگی وقف کرنے کی درخواست کی۔حضورؒ نے فرمایا کہ تحریک جدید میں درخواست دے دیں۔ دفتر تحریک جدید نے درخواست لے لی اور انٹرویو کرلینے کے بعد جواب دیا کہ اس مضمون میں،یعنی زرعی معاشیات کے مضمون میں سردست تحریک جدید کو ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفۃ الثالثؒ نے فرمایا کہ انہیں نہیں ہوگی،مجھے تو ضرورت ہے،اورفرمایا کہ نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کردیں۔یوں نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے حضور غانا تشریف لے گئے۔حضور کی پہلی پوسٹنگ سالاگانامی شہر میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ٹیچر ہوئی۔جو مکان رہائش کے لئے ملا وہ یوں تھا کہ دوکمرے تھے جن میں سے ایک پرنسپل صاحب کا تھا،اور دوسرے کمرے میں حضور کی رہائش تھی۔ ایک چھوٹا سا باورچی خانہ تھا اور باہر ہی ایک چھوٹا سا بیت الخلا تھا۔ پھر جب حضور کی بیگم صاحبہ اور بچی بھی وہاں چلے گئے تو دونوں کمرے حضور کے پاس تھے۔کافی دیر وہیں سب کی رہائش رہی۔

میں نائیجیریا سے ان کے پاس غانا جایا کرتا تھا۔نہ حضور سے ،نہ حضور کی فیملی سے شکایت کا ایک حرف بھی سنا۔نہ صرف یہ کہ صرف شکایت نہیں سنی بلکہ بہت اطمینان اور خوشی کے ساتھ رہتے ہوئے اور نہایت محنت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے دیکھا۔جو الاؤنس ملتا تھا ،وہ بہت ہی تھوڑا تھا۔اتنا تھوڑا کہ اس میں گزارا قریباً ناممکن تھا۔لیکن اس کا حل بھی حضور نے یہ نکالا کہ گھر کے ساتھ جو کچھ جگہ تھی،اس میں سبزیاں لگالیں ،کچھ مرغیاں رکھ لیں اور یوں گزارہ کا انتظام فرمالیا۔

پھر کچھ عرصہ بعد حضور کی تقرری بطور پرنسپل سارجر احمدیہ سکول میں ہوگئی۔ حضور نے پہلے سکول کو تعمیر کیا۔اور جب میں کہتا ہوں کہ تعمیر کیا تو باقاعدہ،عملاً تعمیر کیا۔ یہ نہیں کہ پاس کھڑے نگرانی کرتے رہے ۔ نگرانی بھی کرتے اور مزدوری میں بھی خود حصہ لیتے۔تعمیراتی سامان کی فراہمی بھی کوئی عام مرحلہ نہیں تھا۔ایک ایک بوری سیمنٹ کی تلاش کرتے پھر اسے خود لے کر آتے۔ بڑی بڑی دور سے یہ سامان ملتا۔ وہاں جاتے،اپنی گاڑی میں سامان لاد لیتے اور لے کر آتے۔اس کام کے دوران تو حضور اکثر سفر ہی میں رہے۔ باقی سامان بھی یونہی بہت مشکل مراحل سے گزر کر جمع کیا اور سکول اور گھر کی تعمیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور اچھی تعمیر ہوگئی۔کچھ سفر مجھے بھی حضور کے ساتھ افریقہ میں کرنے کا موقع ملا۔اور سفر میں بھی انسان کا خوب پتہ چلتا ہے۔میں نے دیکھا عام حالات میں بھی اور سفر میں بھی، کہ حضور کی قوت برداشت اور حضور کا صبر بہت ہی غیر معمولی تھا۔آج بھی ہے۔اور یہ کہ برداشت بھی ہرقسم کی۔ بعض لوگوں میں برداشت کی قوت ہوتی ہے مگر وہ بعض چیزوں تک محدود ہوتی ہے۔ حضور تو ہرچیز،ہربات،ہرمشکل کو برداشت کر جاتے تھے۔تکالیف ہوں،کسی کا ناروا رویہ ہو،بھوک کی شدت ہو،یعنی یہ کہ سخت سے سخت حالات میں بھی حضور کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی ۔ نہ زبان سے نہ ردعمل سے کہیں محسوس نہیں ہوتا تھا کہ حالات سخت ہیں اور انہیں برداشت کر رہے ہیں ۔

پھر میں 1982ء میں پاکستان گیا اور زندگی مستقل وقف کی۔پہلے تو نصرت جہاں سکیم کے تحت تین سال کا وقف تھا،پھر مستقل وقف کی درخواست کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ تم واپس نائیجیریا جاؤ،ایک زرعی پراجیکٹ ہے جو تمہارے اور مسرور کے سپرد کرنا چاہتا ہوں ۔میں نائیجیریا پہنچا تو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایات پہنچ چکی تھیں ۔وہاں سے غانا گیا ۔ہم دو لوگ نائیجیریا سے گئے تھے اور حضور تو تھے ہی غانا میں۔ ایک ہزار ایکڑ کی زمین دیکھی ۔وہ بھی بڑے ہی سخت حالات تھے ،مگر حضور نے فوراً ہی کام شروع کردیا۔وہاں کے مقامی لوگ بغیر ٹریکٹر وغیرہ کے ہی زراعت کرتے تھے ۔ٹریکٹر تو تھے مگر بسہولت دستیاب نہ تھے ۔سارا کام نئے سرے سے کیا ۔وہاں لوگوں میں پانی لفٹ کرنے کا تو کوئی تصور ہی نہیں تھا ۔پاکستان سے ایک پمپ خرید کر بھجوایا گیا تا کہ پانی لفٹ ہوسکے۔سارا پمپ حضور نے خود انسٹال کیا۔ایک ایک پائپ یعنی ہرچیز خود لگائی ۔کھالے بنانے نہیں آتے تھے مقامی لوگوں کو ۔ حضور نے خود بیلچے سے کھدائی کر کے انہیں کھالے بنانے سکھائے ۔حالات یہ تھے کہ جب پہلی دفعہ مقامی لوگوں کو کھالا بنانے کے لئے کہا گیا ،تو انہوں نے بہت سی مٹی دیوار کے طور پر جمع کر کے اونچائی پر ہی ایک کھالا بنالیا۔جب پانی اس تک پہنچایا تو ساری مٹی بہہ گئی اور کھالا غائب ہوگیا۔تو حضور نے انہیں بتایا کہ کھالا کھودنا پڑتا ہے اور اس کھدائی سے ہی کھالے کی دیواریں بنتی ہیں جو مضبوط ہوتی ہیں اور پانی کے ساتھ نہیں بہہ جاتیں۔تو یہ کام بھی خود کر کے دکھایا اور انہیں بھی سکھایا ۔

پھر ٹریکٹر چلانے کی ضرورت پڑی تو ٹریکٹر تو مل گیا ،سہاگا نہیں تھا۔اس کا حل یہ نکالا کہ خود ہی ایک سہاگا بنایا۔مگر اسے چلانا کس طرح ہے،یہ مسئلہ تھا۔تو حضور خود سہاگے پر کھڑے ہوئے۔خود ساری دھول مٹی اور اس عمل کی مشقت برداشت کی مگر بڑی بشاشت سے کام کو جاری بھی رکھا اور سکھایا بھی ۔اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو کام سکھا کر حضور کو ہمیشہ سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے ۔وہاں بھی افریقہ میں بھی دیکھا،پھر یہاں انتظامی کاموں میں بھی دیکھا کہ اپنے ساتھ کام کرنے والے کارکنان کو کام سکھا کر خوشی محسوس کرتے ۔اس سے کارکنان کو کام سیکھنے کا موقع بھی مل جاتا اور بڑھ چڑھ کر کام کرنے کو جی بھی چاہتا ۔

پھر ایک دفعہ میں نائیجیریا سے غانا جارہا تھا تو فرمایا کہ گندم کا بیج لیتے آنا۔ہمارے نائیجیریا کے شمال میں گندم ہوتی تھی ۔اور یہ علاقہ بھی چونکہ غانا کا شمال تھا ، اس لئے آب و ہوا ملتی جلتی تھی ۔میں ایک ہینڈ بیگ میں پانچ چھ کلو بیج لے گیا۔حضور نے بڑی احتیاط کے ساتھ اسے کاشت کیا ۔کامیابی ہوئی ۔اسے کاٹا گیا ،اس کی گہائی کی گئی اور گہائی بھی سوٹیوں سے کی ۔یوں دانے نکالے گئے تو اور بیج بھی تیار ہوگیا ۔ اس دوران یہ بات بھی سامنے آچکی تھی کہ ایک بہت بڑے جرمن ادارہ نے غانا میں گندم کاشت کرنے کا تجربہ کیا تھا اور انہوں نے یہ لکھ کر پراجیکٹ کو بند کردیا ہوا تھا کہ غانا میں کسی صورت گندم کی کاشت نہیں ہوسکتی ۔یہ میں نے خود ان کے ریکارڈز میں دیکھا۔گندم کی کاشت کے پراجیکٹ پر ان کی بڑی ضخیم فائلیں پڑی ہوئی تھیں اور نتیجہ یہ نکالا گیا کہ غانا میں گندم کی کاشت نہیں ہوسکتی ۔مگر حضور کی کوشش میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی اور غانا کی زمین پر گندم کی کاشت ہوگئی ۔اس وقت بڑی شہرت ہوئی اس بات کی ۔اخباروں میں اورٹیلی وژن میں ہر جگہ بڑی دھوم مچی ۔اس پراجیکٹ کی اتنی نیک نامی ہوئی کہ جب میں 1985ء میں حضور کی جگہ غانا گیا،تو میرا ویزہ نہیں تھا۔مجھے نائیجیریا جا کر ویزے کی تجدید کروانی پڑی ۔ایک مرتبہ میں نے ویزہ افسر سے بات کی کہ میں اس پراجیکٹ کا حصہ ہوں جس کے تحت غانا میں گندم کامیابی سے کاشت ہوئی ۔وہ افسر بہت خوش ہوا اور ویزا دے دیا اور مشکل حل ہوگئی۔تو یہ حضور کی کوششوں کی برکت تھی کہ جس کام پر کروڑوں خرچ کر کے بھی کامیابی نہ ہوئی،وہ حضور کی کوششوں سے بغیر کسی خاص خرچ کے کامیاب ہوگیا۔تو یہ بات خاص تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔یہ کاشت غانا کے شمال میں واقع ایک مقام دیپالی جوکہ ٹمالے سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے، میں کی گئی تھی۔آگے تو حکومتوں کا کام تھا کہ اسے جاری رکھتے ،مگر بہر حال حضور کے ہاتھ سے یہ کام خداتعالیٰ نے کروایا۔

اللہ تعالیٰ کا حضور سے تائید کا وعدہ تو بہت پہلے کا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم یونیورسٹی میں تھے ۔اکٹھے ہوسٹل میں بھی رہے۔ہمارے امتحان ہورہے تھے ۔ایک صبح جب ہمارا امتحان تھا تو حضور نے مجھے بتایا کہ میری تو ساری پریشانی دور ہوگئی ہے ۔اور فرمایا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ۔میں نے بے تکلفی میں کہہ دیا کہ یہ تو چھوٹا سا امتحان ہے۔اشارہ کسی اور طرف ہوگا۔حضور خاموش رہے اور میں نے دیکھا کہ حضور ایسی باتوں پر عموماً خاموش رہتے تھے۔یہاں ایک بات یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضور اظہار بہت ہی کم کرتے تھے ۔اور مجھ سے بھی شاید اس لئے اس بات کا ذکر کرلیا ہو کیونکہ ہم ایک یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتے تھے،یا شاید بیگم صاحبہ سے ذکر کیا ہو۔کیونکہ کوئی بھی ایسی بات جس میں حضور کی تعریف کا کوئی رنگ نظر آتا ہو،حضور کے لئے کوفت کا باعث ہوتا۔

تو،خیر میں یہ بات بھول گیا ۔افریقہ گئے ،ساتھ رہے،پھر ربوہ میں دفتروں میں ساتھ کام کرتے رہے ۔ یہ خواب مجھے یاد نہیں تھا۔بعد میں جب حضور کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی بنایا اور حضور کے کندھوں پر بہت ہی بڑی ذمہ داری آن پڑی ،تو تب مجھے یہ خواب یاد آیا۔میں حضور کے ساتھ چلتا ہوا مغرب کی نماز پر جارہا تھا ۔میں نے حضور کو یاد کروایا کہ شاید اشارہ اس ذمہ داری کے امتحان کی طرف ہو۔حضور نے بڑی منکسر مزاجی سے فرمایا''ہاں شاید یہ بھی ہو۔''مگر پھر تو اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر بٹھا کر خود ساری دنیا کو بتا دیا کہ اشارہ کس امر کی طرف تھا۔بلکہ میں تو اسے یوں بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اِنِّیۡ مَعَکَ یَا مَسۡرُوۡرُ فرمایا اور پھر یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ فرما کر بتا دیا کہ اے مسرور!میں تیرے ساتھ بھی ہوں اور تیرا ساتھ دینے کے لئے لوگوں کے دلوں پہ وحی بھی کروں گا۔تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت حضور کے ہر کام میں نظر آتی ہے۔

اب یہ ایک یونیورسٹی میں ساتھ پڑھنے والی رشتہ داری والی اور بے تکلفی والی بات چلی ہے تو بتاتاہوں کہ جس رات انتخاب خلافت ہونا تھا۔سبھی لوگ بڑی بے تابی سے انتظار کررہے تھے ۔ہم بھی صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں تھے۔تب میں امور عامہ میں تھا۔تو جب اعلان ہوا کہ حضور خلیفۃ المسیح منتخب ہوگئے ہیں،تو صرف

یہ یاد ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب سکون عطا فرمادیا۔دل میں کوئی خیال نہیں تھا۔کوئی تصور ہی نہیں تھا کہ میرا حضور سے کوئی اور تعلق بھی ہے یا رہا ہے۔

انہی دنوں ہدایت اللہ ہادی صاحب کینیڈا سے آئے ہوئے تھے۔انہوں نے اپنا خواب سنایا۔بڑا دلچسپ خواب ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تشریف لائے اور انہیں کہنے لگے کہ یہ چابی مرزا مسرور احمد کو دے دینا۔کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب ہی میں عرض کی کہ آپ کا زمانہ تو اب نہیں ہے۔ اب تو اور زمانہ ہے (یہ اس وقت حضور کو بہت اچھی طرح جانتے بھی نہیں تھے۔ ایک آدھ بار ہی ملے ہوں گے) مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے پھر فرمایا کہ چابی مسرور کو دے دینا اور کہنا کہ نور الدین نے دی ہے ۔تو کیسا اچھا خواب ہے۔ چابی کو عربی میں مفتاح بھی کہتے ہیں۔مفتاح الغیب بھی کہاجاتا ہے ۔تو راز کھلنے اور فتوحات عطا ہونے کی کیسی عظیم الشان خبر ہے۔میں نے جب یہ خواب سنا ،تو میرے سامنے وہ سارا زمانہ گھوم گیا جو مجھے حضور کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا ۔کیونکہ میں نے تو جب بھی دیکھا جس حال میں بھی دیکھا۔یعنی ہمارے زعیم بھی رہے ۔تو ہمیشہ یہی لگا کہ حضور ایک بہت سر بستہ وجود ہیں ۔ہمیشہ سے ہی۔ اَلسَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰھُمَا۔ یعنی تخلیق سے پہلے زمین اور آسمان بند پڑے تھے۔ اور ہم نے انہیں کھول دیا۔ تو حضور کا وجود بھی ایک بند گٹھڑی کی طرح تھا، جسے اللہ تعالیٰ وقت کے ساتھ ساتھ کھولتا چلا گیا۔جب بھی ،جو بھی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی،تب ہمیں احساس ہوتا تھا کہ اچھا!اس کام کے لئے تو یہی موزوں ترین ہیں۔اور حضور اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں ۔اور پھر ہر ذمہ داری جس طرح حضور ادا فرماتے تھے،احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ اتنے بڑے بڑے کام جو ہورہے ہیں ان پر بڑا زور لگایا جارہا ہے۔ یہ احساس نہیں ہوتا تھا مگر کام ہوجاتا تھا اور بہترین رنگ میں نتائج ظاہر ہوجاتے۔یہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ایک صفت ہے کہ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مکمل اور زبردست نظام کائنات قائم فرمایا ہے کہ دنیا بھول ہی گئی کہ اس کا بنانے والا بھی کوئی ہے ۔تو یہ ایک اچھے نظام کی نشانی ہوتی ہے۔حضور کے اندر بھی اسی کا پرتو ہمیشہ نظر آیا ۔کسی کام کو کرتے وقت کوئی شور ہنگامہ نہیں ۔نہ حضور میں کوئی ایسی ہنگامی کیفیت نظر آتی نہ حضور کے دفتر میں ۔البتہ نتائج خداتعالیٰ کے فضل سے بڑے اچھے نکل رہے ہوتے تھے۔ناظر اعلیٰ بنے تو لگا کہ بس اسی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا ہے ۔مگر پھر اللہ تعالیٰ نے خود خلافت کے تخت پر بٹھا کر بتایا کہ اصل میں حضور کو کس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہوا ہے۔تو یہ ایک بند وجود تھے ،ایک پوشیدہ وجود تھے۔اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو خود تعارف کروایا ۔خوابوں کے ذریعہ،رؤیا وکشوف کے ذریعہ جماعت کو متعارف کروایا۔خلافت کے بعد سے آپ کے عظیم الشان کام دنیا بھر کے لئے تعارف بن رہے ہیں ۔

یہاں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ حضور کا احترام لوگوں کے دلوں پر حضور کی جوانی کے زمانہ سے ہی تھا۔ربوہ میں کالج کے پروفیسر بھی بڑے ادب سے پیش آتے اور پھر یونیورسٹی گئے تو وہاں کے پروفیسر بھی حضور کی عزت کرتے تھے ۔تب بھی حضور کی شخصیت بڑی غیر معمولی تھی ۔یونیورسٹی کے زمانہ کی ہی بات ہے ۔ہم نے ربوہ سے فیصل آباد جانا تھا۔جانا بھی ضروری تھا۔غالباً امتحانات تھے یا ایسا کچھ تھا۔ہم ربوہ کے بس اڈے پر کھڑے انتظار کرتے رہے مگر کسی بس میں کوئی جگہ نہ ملی۔مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں رکو،میں گھر سے سائیکل لے کر آتا ہوں ۔سائیکل لائے ۔میں آگے بیٹھ گیا اور حضور نے سائیکل چلائی ۔زیادہ وقت حضور نے ہی چلائی ۔پل ڈھینگرو ربوہ اور فیصل آباد کے تقریبا درمیان میں ہے۔ وہاں ایک کھوکھا سا تھا۔وہاں سے ہم نے کچھ مالٹے کھائے اور آگے چل پڑے ۔

یونیورسٹی کے زمانہ کا ایک اور واقعہ ہے ۔1974ء کی بات ہے جب ہمارے خلاف اسمبلی کا فیصلہ آچکا تھا ۔حالات بہت خراب تھے۔ تعلیمی اداروں میں بھی احمدی طلباء کو بہت سخت حالات کا سامنا تھا۔مگر بھٹو نے اعلان کردیا تھا کہ احمدی طلباء کو تعلیمی اداروں میں حکومت کی طرف سے تحفظ حاصل ہے ، مگر احمدی طلباء خود اپنی مرضی سے غیر حاضر ہیں ۔اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سب سے پہلے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طلباء کو بلایا۔ میں اور حضور بھی حاضر ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ فوراً یونیورسٹی جاؤ اور رپورٹ کرو ۔فیصلہ یہ ہوا کہ سب الگ الگ جائیں گے اور authoritiesکو رپورٹ کریں گے۔میں پہلے روانہ ہوگیا ۔ایک آدھ جگہ مجھے خطرہ لاحق ہوا لیکن بچت ہوگئی ۔میں بالآخر انتظامی بلاک میں پہنچ گیا جہاں میں نے حضور کو موجود پایا۔ہم نے وائس چانسلر کو رپورٹ کرنا تھی۔حضور اپنے ڈیپارٹمنٹ جا رہے تھے۔میں بھی حضور کے ساتھ ہولیا۔اس وقت تک ہماری موجودگی کی خبر یونیورسٹی میں پھیل چکی تھی۔مشتعل طلباء نے یونیورسٹی کے گیٹ پر پہرہ لگادیا ہوا تھا۔ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہمیں تلاش کیا جا رہا ہے ۔حضور ڈیپارٹمنٹ سے نکلے تو میں نے کہا کہ وائس چانسلر ہاؤس جانے کے لئے یہ راستہ لیتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ یہ راستہ ٹھیک نہیں ،ایک اور راستہ سے چلتے ہیں ۔ہم اس راستہ پر چل پڑے۔ہمارے ایک ڈائریکٹر سپورٹس تھے جن کا رویہ ہمارے ساتھ بہت اچھا رہا تھا ۔بہت محبت سے پیش آتے تھے ۔ ہم دوونوں نے سوچا کہ ان کے گھر سے ہوتے چلیں ،تو ہم ان کے گھر تھوڑی دیر کے لئے رکے ۔وہاں ان کے بیٹے نے ہمیں پانی لاکردیا تو اس نے بتایا کہ بعض احمدی طلباء کو پکڑ لیا گیا ہے۔ہمارے پاس اختیار تو تھا نہیں کہ کچھ کرتے ۔تو ہم ان کے گھر سے بحفاظت یونیورسٹی کے احاطہ سے باہر نکل آئے۔فوری طور پر امیر صاحب فیصل آباد کو رپورٹ کی۔اس وقت امیر صاحب جو کر سکتے تھے انہوں نے کیا۔بعد میں پتہ چلا کہ ان لڑکوں پر بہت تشدد کیا گیا تھا۔اخبارات میں بلکہ نیوز ویک میں بھی وہ کیس رپورٹ ہوتا رہا۔بہر حال ،میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو محفوظ رکھنا تھا ،سو محفوظ رکھا۔اور حضور کے ساتھ ہونے کی وجہ سے میں بھی محفوظ رہا ۔

لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ تم ساتھ رہے ہو،تب حضور کیسے تھے ؟اب کیسے ہیں ؟تو موازنہ تو مشکل ہوجاتا ہے مگر میں جب پیچھے دیکھتا ہوں ،تو اللہ کے فضل سے مجھے بہت وقت حضور کی صحبت میں گزارنے کا موقع ملا۔ہمیں اندازہ تھا کہ حضور کی یادداشت بہت تیز ہے ۔مگر اب میں کہتا ہوں کہ اگر تب ایک ڈگری تھی تو اب ہزار ڈگری ہوگئی ہوئی ہے ۔ حضور 2005ء میں قادیان تشریف لے گئے تو ہمارے امور عامہ کے ایک کارکن ملاقات کر کے باہر نکلے تو خوشی سے اچھل رہے تھے۔کہنے لگے کہ میں نے اپنے بیٹے کے یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے دعا کی درخواست چھ مہینے پہلے حضور کی خدمت میں لکھی تھی ۔آج مجھ سے حضور نے میرے بیٹے کا نام لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا داخلہ ہوگیا کہ نہیں۔اب یہ اور اس طرح کی اور بے شمار مثالیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس خدا نے اس منصب پر بٹھا یا ہے ،اب وہی چلا رہا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کے تمام قویٰ اور حسیات کو بہت تیز کردیتا ہے۔ایک مرتبہ میرے سر پر rashہے۔تو میں گیسٹ ہاؤس سے جاتا ہوا ٹوپی ہاتھ میں لے کر جاتا ہوں اور نماز کے وقت پہن لیتاہوں ۔ایک دن میں گھر سے ٹوپی لے جانا بھول گیا۔نماز کا وقت بھی ہونے والا تھااس لئے ٹوپی لینے واپس بھی نہیں جاسکتا تھا ورنہ نماز نہ ملتی۔میں مسجد میں بالکل پیچھے کرسیوں پر بیٹھا ہوا تھا۔حضور تشریف لائے۔میری نظر حضور کی طرف نہیں پڑی۔اسی رات کھانے پر حضور کی خدمت میں حاضر تھے ۔ حضور نے فرمایا"قاسم کے سر کے بال تو ابھی تک سلامت ہیں"میں نے ٹوپی اُتار کر عرض کی کہ"حضور بال تو تیزی سے جھڑ رہے ہیں" فرمایا"میں نے مسجد میں دیکھا تھا۔بال صاف نظر آرہے تھے"مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ بظاہر نظر بھی ادھر نہیں اٹھی ،مگر کس طرح ہر طرف دیکھ بھی لیا۔

تو یوں ہر طاقت اور ہر حس کا ترقی کرجانا انسان کے بس کی تو بات ہے ہی نہیں ۔دنیوی عہدوں پر آپ کو لوگ ملیں گے جو کسی ایک لائن میں excel کررہے ہوتے ہیں ۔مگر بیک وقت بیسیوں لائنوں میں excelکرنا انسانی بس کی بات نہیں ہے ۔یہ ترقی صرف خداتعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کو حاصل ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود چنا ہو۔خلیفہ وقت کی قوتیں دیکھ کر ہمیں اس نبی کا خیال آجاتا ہے جس کے یہ خلیفہ ہیں ،کہ اگر خداتعالیٰ نے خلیفہ وقت کو یہ قوتیں عطا فرمائی ہیں تو جو نبی تھا اس کو کیا طاقتیں دی ہوں گی۔

مگر جتنا بھی وقت گزرا،اور بے تکلفی بھی رہی ،مگر اب تو میں بعض اوقات ماضی کو یاد کر کے گھبرا تا ہوں کہ کبھی کوئی ایسی بات نہ ہوگئی ہو ،جو آپ کے مقام کے مطابق نہ تھی ۔اور بھی ہمارے جو ہم عمر تھے یا کزن تھے یا کلاس فیلو تھے ،کوئی ایسی بات اگر ہوبھی جاتی جو ناگوار ہو،تو یاد نہیں کہ کبھی حضور کے ماتھے پر کوئی شکن تک آئی ہو۔جواب دینا،یا جھگڑا کرنا تو بہت ہی دور کی بات ہے۔بڑی بردباری سے ہر بات کو برداشت کرنے والے وجود ہیں ،مجھے یاد ہے کہ حضور کے خلیفہ بننے کے بعد میں جب پہلی دفعہ حضور کے دفتر میں داخل ہوا تو میرے سامنے جو وجود بیٹھا تھا،میرے ذہن میں صرف یہی بات آئی کہ میرے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح تشریف فرما ہیں ۔اور کوئی حوالہ نہیں تھا۔اور پھر جب سے حضور کی خدمت میں کچھ لکھنا ہو،کوئی رہنمائی لینی ہو،کچھ پوچھنا ہو،سخت گھبراہٹ ہوتی ہے ۔صدقہ دیئے بغیر،دعا کئے بغیر کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی ۔

جس مقام پر حضور ہیں ،اس مقام پر فائز وجود سے محبت کا دعویٰ کریں تو ادب پہلی شرط ہے ۔ایسی ہستی سے محبت مکمل ہو ہی نہیں سکتی جب تک اس میں ادب اور احترام شامل نہ ہو۔بعض اوقات کسی سے محض محبت ہوتی ہے ،بعض اوقات انسان کسی کا محض ادب کرتا ہے۔مگر حضرت خلیفۃ المسیح سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس میں ادب بھی شامل ہو۔قرآن کریم نے بھی یہی آداب سکھائے ہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو۔تو خلیفہ وقت کے لئے بھی اسی حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطافرمائے اور حضور کو صحت والی فعال ،لمبی عمر سے نوازے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔آمین

****

حضرت مصلح موعودؓ کی الفضل کے خریداروں میں اضافہ کی پُر اثر تحریک

تین ہزار خریداروں کے بعد اخبار اپنے آپ کو قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے پس آپ کا فرض ہے کہ اس تعداد کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں

یہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا تھا اورایک بارش تھی جو عین وقت پر ہوئی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ (المصلح الموعود) نے 18 جون 1913ء کو الفضل جاری فرمایا۔ اس کے چار ماہ بعد 15۔اکتوبر 1913ء کے شمارہ میں خریداروں میں اضافہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

چند ہی ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ ہم نے الفضل کوجاری کرنے کے لئے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اس بات پر پورے طور سے بحث کی گئی تھی کہ اس وقت فلاں فلاں ضروریات کی وجہ سے احمدی جماعت میں ایک نئے اخبار کی ضرورت ہے اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اجازت کے ماتحت اس کام کو اپنے ذمہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس ارادہ میں کامیاب کیا اور الفضل کے پراسپکٹس کے شائع ہونے کے بعد خودبخود ان تمام رکاوٹوں کو جو اس کے راستہ میں تھیں دور کردیا۔ حتّٰی کہ بغیر کسی ضمانت کے اجراء اخبار کی اجازت بھی دلوادی اور اسی طرح دیگر ضروریات کے پور اکرنے کے لئے بھی سامان مہیا کروادیئے۔ یہ سب کام خدا کی حکمت کے ماتحت ہوئے اور ہماری سمجھ سے باہر تھا کہ کس طرح ہر ایک مشکل دور ہوتی جاتی ہے اور خداتعالیٰ کس طرح پردہ غیب سے ہر ایک رکاوٹ کو دور کر دیتاہے۔

اس بات کو خداتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے کہ کن کن دعاؤں اور استخاروں کے بعد ہم نے الفضل کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ کے سوا علیم و خبیر اور کوئی ہستی نہیں۔ اس لئے ہمارے اس دکھ اور تکلیف کا بھی کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا جو اس اخبار کے اجراء کا موجب ہوا۔ بیسیوں ہڈیوں، گوشت اور جھلیوں کے پیچھے چھپے ہوئے دل کی کیفیات کو سمجھنا کسی انسان کا کام نہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ ہمارے سامنے ایک بے فکر لاپرواہ، خوش و خرم انسان بیٹھا ہے لیکن بارہا ایسا دیکھا گیا ہے کہ خوشی کے پس پردہ رنج و غم کے پہاڑ کھڑے ہوتے ہیں اور ہنستے ہوئے چہرہ کے باوجود روتا ہوا دل زندگی کو تلخ کرتا رہتا ہے۔ پس میری دلی کیفیات اور غموں کو جو احمدی جماعت کے لئے بالخصوص اور تمام بنی نوع انسان کے لئے بالعموم میرے دل میں پوشیدہ تھے۔ سمجھنا ہر ایک انسان کا کام نہ تھا اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ کس دکھ اور درد نے مجھے اس طرف مائل کیا کہ میں ایک اخبار کے ذریعہ سے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کروں۔ جو اس وقت (جماعت احمدیہ) میں پیدا ہورہے ہیں۔ بہت ہیں جنہوں نے اخبار کے اجراء کو فضول قرار دیا۔ بہت ہیں جنہوں نے اسے ایک مشغلہ قرار دیا۔ بہت ہیں کہ جنہوں نے اسے دنیاوی مفاد کا ایک ذریعہ سمجھا اور بہت ہیں کہ جنہوں نے اسے شہرت کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ بہت ہیں جنہوں نے اسے اپنے وقت کو مصروف کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا لیکن بات وہی تھی کہ ؎

کسی نے ثانی شیطاں بنا دیا مجھ کو
کسی نے لے کے فرشتہ بنا دیا مجھ کو
نہ اس کے بغض نے پیچھے ہٹا دیا مجھ کو
نہ اس کے پیار نے آگے بڑھا دیا مجھ کو
یہ دونوں میری حقیقت سے دور ہیں محمود
خدا نے تھا جو بنانا بنا دیا مجھ کو

اگر کسی نے اخبار الفضل کی اشاعت کو ایک گنہ اور قوم کے لئے باعث فتنہ و فساد قرار دیا تو کسی نے اسے رحمت اور فضل یقین کیا۔ لیکن اصل بات یہی تھی کہ ایک دکھا ہوا دل آہ کرنا چاہتا تھا۔ ایک ٹوٹی ہوئی کمر سیدھی ہونا چاہتی تھی اور ایک گری ہوئی ہمت اپنے ڈوبتے ہوئے دوستوں کے لئے آخری جدوجہد کرنے کے لئے اپنے خون کے آخری قطرے کے گرانے کے لئے تیار ہوچکی تھی۔ کوئی پاک وجود اسے ابھار رہا تھا اور آفات کے وسیع سمندر میں وہ اوپر ہی اوپر جارہی تھی۔

یہ الفضل کے اجراء کا باعث اور اس کی اشاعت کا سبب تھا۔ دوست دشمن اس کے کچھ ہی معنی کریں۔ حقیقت اس سے زیادہ نہیں اور واقعات خیالات و قیاسات سے تبدیل نہیں ہوسکتے۔

میں جب اس کام کے لئے اٹھا تو دور تاریکی میں ایک آواز تھی جس کے بلانے پر میں اٹھا اور ایک صدا تھی جس کے جواب دینے کے لئے میں نے حرکت کی میں نہیں جانتا تھا کہ دراصل کیا ضرورت ہے جس کے پورا کرنے کے لئے میں جدوجہد کرنے لگا ہوں میں لوگوں کو ضروریات بتاتا تھا مگر خود غافل تھا جس طرح خواب میں ایک شخص آنے والے واقعات کو اونچی آواز سے بیان کردیتا ہے۔ سننے والے سن لیتے ہیں اور وہ خود بے خبر ہوتا ہے یہی میری حالت تھی کہ میں لوگوں کو آنے والے خطرات سے ڈراتا تھا۔ لیکن خود ان کی اہمیت سے ناواقف تھا۔ کیونکہ مستقبل کی آفات سے کوئی شخص کیونکر واقف ہوسکتا ہے۔ میں بھی ایک انسان تھا اور میرا معاملہ دوسروں سے علیحدہ نہ تھا۔ آخر وقت نے ثابت کردیا کہ میں نے جو نہ سمجھا تھا وہ حرف بحرف پورا ہوا اور جس کا مجھے علم نہ تھا وہ خدا کے علم میں تھا۔ زمانہ نے خود بتا دیا کہ الفضل کی ضرورت تھی اور سخت تھی۔ یہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا تھا اور کہتے ہیں کہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا کا بھی سہارا کافی ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بارش تھی جو عین وقت پر ہوئی۔ میں نہیں جانتا کہ الفضل نے کیا کیا اور اس کا اثر کیا ہوا۔ خداتعالیٰ خود اسے ثابت کرے گا اور مستقبل کے تاریک پردہ میں سے اس کے اثرات کی روشن تصویر خودبخود سامنے آجائے گی۔ نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ مجھے اس کے جاننے سے کچھ فائدہ ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ اس اخبار کی ضرورت تھی اور یہی وجہ ہے کہ ایک قدوس ذات مجھے آگے دھکیل رہی تھی۔ میں جو پہلے لوگوں کو اس کی ضروریات سمجھا رہا تھا۔ آنکھ کھلنے پر حیران ہوں کہ میں خود ناواقف تھا اور لوگوں کو واقف کرتا تھا۔

میں نے الفضل کے لئے جو وعدے کئے تھے وہ پورے ہوئے یا نہ ہوئے یہ خود الفضل کے خریدار فیصلہ کرسکتے ہیں ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ بعض وعدوں کے پور اکرنے میں ابھی توقف ہے اور اس لئے نہیں کہ وہ بھول گئے ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کے لئے سامان مہیا کئے جارہے ہیں اور خداتعالیٰ چاہے تو عنقریب وہ بھی پورے ہو جائیں گے۔ ہاں مجھے یہ بھی علم ہے کہ خریداران الفضل نے اسے پسند کیا ہے اور ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے مفید سمجھتے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں نے متواتر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی ہیں کہ خدایا! یہ کام عبث نہ ہو۔ الفضل کے اجراء میں میرا وقت ضائع ہو نہ اسے روپیہ دے کر خریدنے والے اپنے روپیہ اور وقت کے قاتل ہوں کہ ہم دونوں اس سے فائدہ اٹھائیں اور مجھے امید ہے، نہیں بلکہ یقین ہے کہ میری پُردرد دعائیں ضائع نہ ہوں گی۔ مگر میں خریداران الفضل سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو کام میں نے کرنا تھا وہ کررہا ہوں۔ خداتعالیٰ نے ہماری امیدوں سے بڑھ کر اسے مدد دی ہے لیکن بعض فضل ایسے ہوتے ہیں کہ جو عام کوشش کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ نماز باجماعت کا جو ثواب ہے وہ اکیلے ادا کرنے سے نہیں حاصل ہوسکتا۔ پس جو فضل کہ مجموعی کوششوں سے حاصل ہوتے ہیں ان کے لئے مجھ اکیلے سے امید رکھنا عبث ہوگا۔ وہ تو آپ سب کی ہمت مردانہ سے ہی حاصل ہوں گے اور اسی وقت کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا جب مل کر ہمت کرو گے۔

آج قریباً چار ماہ الفضل کو جاری ہوئے ہوچکے ہیں اور آپ خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کے جاری رکھنے کی ضرورت ہے یا نہیں میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ تین ہزار خریداروں کے بعد ایک اخبار اپنے آپ کو قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے پس آپ کا فرض ہے کہ اس تعداد کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اس وقت تک صرف متعدد دوست ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ کی ہے اور کچھ خریدار مہیا کئے ہیں لیکن سینکڑوں دوست اپنے اس فرض سے غافل ہیں یہ سستی کا وقت نہیں خریداری کا اثر اخبار پر پڑتا ہے اور خریداروں کی دلچسپی ان کی عملی کوششوں سے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔ اگر ہمارے سب خریدار پانچ پانچ خریدار عنایت کریں تو بہت جلد یہ تعداد پوری ہوسکتی ہے اور انشاء اللہ اخبار ان اخراجات کوپورا کرنے کے قابل ہوسکتا ہے جن سے وہ زیادہ دلچسپ اور مفید بن سکے۔ اخبار کے موجودہ خرچ کو ہی پورا کرنے کے لئے ابھی چھ سو خریدار کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ محبان الفضل (اور الفضل کو کون نہیں چاہتا) اس بارہ میں پوری تندہی سے کوشش کریں گے ہم آئندہ ان دوستوں کے نام شائع کرتے رہیں گے جو خریدار مہیا کریں گے اور اجر تو ان کو وہی ہستی دے گی جس نے الفضل کے اجراء کے سامان مہیا کئے ہیں۔ میں پھر اپنے احباب کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس طرف متوجہ ہوں۔ اب تک میں نے پورے طور سے اس لئے زور نہیں دیا کہ دو تین ماہ میں خریدار خود دیکھ لیں گے کہ الفضل کیا ہے۔ اب جبکہ آپ اس کا اندازہ لگانے کے قابل ہیں مجھے اس کی خریداری کے بڑھانے کے لئے اعلان کرنے میں کچھ ہرج نہیں معلوم ہوتا ایک ہمت کی ضرورت ہے اور خداتعالیٰ خود مددگار ہوگا جس نے اس کام کو شروع کرایا ہے۔ وہ خود ہی سامان مہیا کر دے گا۔ الفضل کا قیام خداتعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے مگر احباب خریداری بڑھانے کی کوشش سے ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

(الفضل 15۔اکتوبر 1913ء)

*****

عامر محمود ملک۔ یوکے

برطانوی پارلیمانی انتخابات 2019ء

آخر کارانتخابات کے بعد برطانیہ میں ایک مستحکم کنزرویٹو حکومت قائم ہونے کی قوی امید پیدا ہوگئی اور پچھلے 3سال سے پیدا ہونے والی سیاسی بے یقینی کی کیفیت کا خاتمہ ہوگیا باوجودیکہ انتخابات کے اعلان کے فوراً بعد ابتدائی اندازے ایک معلق پارلیمان کی طرف اشارہ کر رہے تھے ۔ کنزرویٹو پارٹی کو 32 سال میں پہلی بار پارلیمان میں 265 نشستیں حاصل کر کے اتنی برتری حاصل ہوئی ہے ۔انتخابات پر مجموعی طور پر بریگزٹ (BREXIT) کا موضوع حاوی رہا اور اب نتیجہ سامنے آنے کے بعدآخر نوڈیل بریگزٹ کا خطرہ ٹلا اور کنزرویٹو حکومت اور یورپی یونین کے درمیان طے پانے والی ڈیل کے نتیجہ میں برطانیہ کا 31 جنوری کو یورپی یونین سے اخراج تقریباً طے ہے جس کے بعد فریقین کے پاس ایک سال کا عرصہ مستقبل کے سیاسی و تجارتی تعلقات طے کرنے کے لئے ہوگا۔

موجودہ انتخابات کی انفرادیت

برطانوی سیاسی تاریخ میں یہ انتخابات کئی لحاظ سے منفرد ہیں۔ عام حالات میں انتخابات ہر 5سال کے بعد منعقد ہوتے ہیں لیکن یہ گزشتہ 5 سال میں تیسرا انتخاب تھا۔ برطانوی روایات کے مطابق انتخاب کا انعقاد عموماً مئی کی پہلی جمعرات کو کیا جاتا ہے لیکن اس بار دسمبر میں انتخابات کا انعقاد 96 سال بعد ہوا تھا۔ ان انتخابات میں برطانوی پارلیمانی کی تاریخ میں پہلی بار ایک ریکارڈ تعداد میں یعنی 220 خواتین ممبر پارلیمان کا حصہ بننے میں کامیاب ہوئیں جو کل نشستوں کا ایک تہائی بنتا ہے۔ یہی وہ ایک موقع ہے جس میں لیبر پارٹی کو کنزرویٹو پارٹی پر برتری حاصل ہوئی ہے کیونکہ 140 خواتین ممبران کا تعلق لیبر پارٹی سے ہے جو ان کی کل حاصل کردہ نشستوں کا نصف ہے۔

انتخابات میں حصہ لینے والی نمایاں پارٹیاں

یوں تو انتخابی معرکہ ہمیشہ 2 بڑی پارٹیوں قدامت پسند خیالات کی حامل کنزرویٹو پارٹی اور سوشلسٹ رجحان رکھنے والی لیبر پارٹی کے درمیان ہوتا ہے لیکن اب کچھ عرصہ سے چھوٹی پارٹیاں بھی ووٹ میں حصہ دار بن رہی ہیں۔ موجودہ انتخابات میں حصہ لینے والی دیگر نمایاں پارٹیوں میں لبر ل ڈیموکریٹ، بریگزٹ پارٹی، گرین پارٹی، سکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والی سکاٹش نیشنل پارٹی اور آئرلینڈ کی ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی شامل ہیں۔

انتخابات اور انتخابی مہم

پاکستان میں ضیاء دور کے ریفرنڈم اور بعد ازاں غیر جماعتی انتخابات سے لے کر جمہوری حکومتوں کے جماعتی انتخابات تک متعدد بار الیکشن کا دور دیکھا لیکن جب کافی سال پہلے برطانوی انتخابات دیکھنے کا موقع ملا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ الیکشن اس قدر پرسکون انداز میں بھی ہو سکتے ہیں۔ انتخابی جلسوں یا ریلیوں کا کوئی تصور نہیں ہے۔کسی دیوار پر کوئی پوسٹر یا بینرز نہیں لگائے جاتے۔ ہر پارٹی انتخابات سے پہلے ایک تقریب میں پارٹی منشور جاری کرتی ہے۔پارٹی لیڈر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو مہم چلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ ٹی وی پر مباحثوں میں حصہ لیتے ہیں اور براہ راست عوامی سوالات کا جواب دیتے ہیں ۔ الیکٹرانک بل بورڈز اور بسوں کو بھی اشتہاری مہم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ امیدوار اپنے اپنے حلقے میں کمیونٹی سنٹرز میں عوام سے ملاقات کرکے مقامی مسائل کے بارے میں اپنا لائحہ عمل اور ترجیحات واضح کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پبلک مقامات اور گھر گھر جا کر لوگوں کو لیف لیٹس تقسیم کیے جاتے ہیں۔آج کل سوشل میڈیا کا بھی خوب استعمال کیا جاتا ہے۔متعلقہ ادارے اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ مہم میں عوام کو گمراہ نہ کیا جائے۔ انتخابات میں دھاندلی کا کوئی تصور نہیں اور ہارنے والی پارٹی نتائج کا احترام کرتے ہوئے عوام کے سامنے آ کر اپنی شکست تسلیم کرتی ہے ۔

ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار

18 سال یا زیادہ عمر کا ہر برطانوی شہری ، دولت مشترکہ کے شہری جو رہائشی حقوق رکھتے ہوں اور یورپی یونین کے شہری ووٹنگ کے رجسٹر میں اندراج کے اہل ہیں۔ الیکشن سے کچھ ہفتے پہلے گھر میں پولنگ کارڈ بھجوائے جاتے ہیں جس پر ووٹر کے کوائف اور پولنگ سٹیشن کی معلومات ہوتی ہیں۔ پولنگ سٹیشن کے انتظام کی ذمہ داری مقامی کونسلز کی ہوتی ہے اور کمیونٹی سنٹرز، چرچ وغیرہ میں قائم کئے جاتے ہیں۔ الیکشن والے دن پولنگ صبح 7:00 بجے سے رات 10:00 بجے تک جاری رہتی ہے تاکہ ہر کوئی اپنی سہولت کے مطابق ووٹ ڈال سکے۔چنانچہ ہم بھی کام سے فارغ ہو کر شام کو ووٹ ڈالنے مقامی کمیونٹی سنٹر میں قائم پولنگ سٹیشن پہنچے۔ اس سے پہلے بہت بار برطانوی انتخابات میں مختلف پولنگ سٹیشنز پر ووٹ ڈالنے کا موقع ملا ہے لیکن آج تک کبھی کوئی قطار یا لوگوں کا ہجوم دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ نہ کبھی کوئی پولیس والا دیکھا اور نہ فوج کا سپاہی اور نہ ہی نعرے لگاتے سیاسی پارٹی کارکنان۔ حسب سابق خاموشی سے پولنگ سٹیشن پر چند لوگ ووٹ ڈالتے ملے اس کی وجہ پولنگ سٹیشنز کی زیادہ تعداد ، پولنگ کا آسان طریقہ اور مناسب اوقات کار معلوم ہوتے ہیں۔ اندر پہنچے تو سامنے دو کاؤنٹرز پر پول کلرک موجود تھے جنہوں نے نام اور گھر کا ایڈریس پوچھنے کے بعد ووٹر لسٹ سے کنفرم کیا اور بیلٹ پیپر ہاتھ میں تھما دیا۔ نہ کوئی شناختی دستاویز دکھانے کی ضرورت تھی اور نہ ہی انگلی پر سیاہی کا نشان۔ ساتھ ہی ایک ٹیبل پر گتے کی کراس شکل میں دیوار کھڑی کر کے چار پولنگ بوتھ بنائے گئے تھے۔ وہاں موجود ایک کچی پنسل(Led Pencil) سے مطلوبہ امیدوار کے نام کے سامنے موجود خانے کو کراس کیا ، بیلٹ پیپر فولڈ کیا اور اگلی ٹیبل پر موجود پریزائڈنگ آفیسر کو ایک مسکراہٹ کے ساتھ خیرسگالی کلمات کا تبادلہ کرتے ہوئے سامنے موجود بیلٹ باکس میں ڈال دیا۔ یوں 1 سے 2 منٹ کے مختصر عرصہ میں ووٹ ڈال کر باہر آ گئے۔ کاش انگریز برصغیر چھوڑنے سے پہلے بہت سے رفاہی کام کے طریقے رائج کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے عوام کو الیکشن کے یہ طور طریقے بھی سکھا دیتے۔ہم لوگ ابھی اس سیاسی بلوغت سے سالوں پیچھے ہیں ۔

انتخابی طریقہ کار پر کچھ تحفظات

برطانوی دارالعوام کے انتخابات میں جو طریقہ انتخاب ہے اس کے لئے'' فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس میں کل ڈالے گئے ووٹوں کی سب سے زیادہ تعداد حاصل کرنے والا ممبر منتخب ہوتا ہے ۔ اب کچھ عرصہ سے اس میں اصطلاحات کے مطالبات کئے جا رہے ہیں کیونکہ اس طریقہ سے کسی بھی حلقہ کے کل رائے دہندگان کے صحیح نمائندگی نہیں ہو پاتی۔برطانوی الیکٹورل ریفارم سوسائٹی کے اعداد و شمار کے مطابق،ان عام انتخابات میں منتخب ہونے والے واحد گرین پارٹی ممبر پارلیمنٹ نے پورے ملک میں ڈالے گئے 8لاکھ 50ہزار سے زیادہ ووٹوں کی نمائندگی کی جبکہ ایس این پی کے 48 منتخب اراکین پارلیمنٹ کی نمائندگی اوسطاً 26 ہزارسے کم ہے۔ لیبرل ڈیموکریٹ کے 11اراکین کے انتخاب کے لئے 3لاکھ 30 ہزارسے زیادہ ووٹ کی ضرورت تھی ،جبکہ لیبر پارٹی کو اوسطاً صرف 50 ہزارجبکہ اس کے مقابلہ میں بریگزٹ پارٹی پورے ملک میں 6لاکھ 42ہزار سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے باوجود دارالعوام میں کوئی نشست حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ انتخابی اصلاحی سوسائٹی کے دعویٰ کے مطابق مجموعی طور پر 45.3فیصدووٹوں کو کوئی نمائندگی نہیں ملی، کیونکہ ان رائے دہندگان نے جیتنے والے کسی امیدوار کی حمایت نہیں کی۔

الیکشن کے بعد اب آگے کیا ہوگا؟

انتخابات میں بریگزٹ(BREXIT) کی حامی کنزرویٹو پارٹی تنہا اپنی اکثریتی حکومت بنانے میں کامیاب رہی ہے چنانچہ اب حکومت کی پہلی توجہ بریگزٹ کو اس کے طے کردہ ٹائم ٹیبل کے مطابق یقینی بنانا ہے۔ حکومت کی کوشش ہوگی کہ نئے سال کے آغاز سے پہلے بریگزٹ ڈیل کو پارلیمان میں پیش کرکے منظور کروایا جائے جس میں بظاہر اب کوئی رکاوٹ دکھائی نہیں دیتی ۔ دوسری ترجیح ایک سال کے اندر یورپی یونین کے ساتھ تجارتی تعلقات کو واضح کرنا ہے جو کہ ابھی ایک مشکل راستہ ہے۔ دوبارہ ریفرنڈم کی حامی لیبر پارٹی خاصی شکست سے دوچار ہوئی ہے اور اب پارٹی میں نئے لیڈر کے انتخاب کے لئے دوڑ شروع ہو چکی ہے جس کے بعد پارٹی کی نئی ترجیحات اور نقشہٴ راہ سامنے آ سکے گا ۔ عمومی رائے ہے کہ پارٹی کو اپنی سوشلسٹ ترجیحات میں کمی لانی پڑے گی۔ بریگزٹ کی شدید مخالف لبرل ڈیموکریٹ پارٹی بھی کوئی نمایاں کامیابی نہیں دکھا سکی حالانکہ اس کے ووٹ بنک میں گزشتہ سال کی نسبت اضافہ ہوا ہے لیکن پارٹی لیڈر خود اپنی سیٹ چند سو ووٹوں کے نقصان سے کھو بیٹھی ہیں اور نتیجہ میں پارٹی لیڈر شپ کو بھی استعفیٰ دینا پڑا ہے۔ چنانچہ پارٹی نئے لیڈر کے انتخاب کے انتظار میں ہے۔ بریگزٹ کی دوسری بڑی مخالف سکاٹش نیشنل پارٹی سکاٹ لینڈ میں سب سے بڑی پارٹی کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے اور اب بریگزٹ کی صورت میں برطانیہ سے علیحدگی کے لئے دوسرے ریفرنڈم کے انعقاد کی مہم چلانا چاہ رہی ہے۔یاد رہے کہ اس سے پہلے 2014ءمیں ایسے ہی ایک ریفرنڈم میں سکاٹش عوام نے 55 فیصد ووٹوں کے ساتھ آزادی کی مخالفت میں فیصلہ دیا تھا۔آنے والے دنوں میں کیا کچھ سامنے آتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن ابھی تو نو منتخب اراکین پارلیمان کے روایتی آغاز کی تقریب کی تیاری کریں گے۔

****

ارشد محمود ۔ گلاسگو

پان افریقن امن کانفرنس ۔ گلاسگو اسکاٹ لینڈ

مورخہ 9نومبر 2019ء کو جماعت احمدیہ گلاسگو نے اپنی سالانہ امن کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس سال یہ کانفرنس افریقہ سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کیلئے مختص کی گئی تھی جس میں خصوصی طور پر افریقن دوستوں کے ساتھ ساتھ دوسرے مقامی اسکاٹش مسلم و غیر مسلم احباب کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس کانفرنس کا اہتمام افریقن سینٹر گلاسگو کے ہال میں شام 4 بجے کیا گیا جس میں قرآنِ کریم کی ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ مکرم احمد اووزو کونیڈو سیکرٹری تبلیغ گلاسگو نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا جس کے بعد مولانا عبدالغفار مربی سلسلہ نے حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام پڑھ کر سُنایا۔ یہ پیغام حضورانور نے ازراہ شفقت پان افریقن امن کانفرنس 2019ء لندن کیلئے بھجوایا تھا جس میں افریقہ کے احباب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دو عدد جماعتی تعارف اور افریقہ میں جماعت کی مساعی کے متعلق ویڈیو پروگرام دکھائے گئے جس میں ہیومینیٹی فرسٹ کے افریقہ میں جاری منصوبہ جات کا بھی ذکر تھا۔ اس کے بعد درج ذیل مہمانوں نے مختصر خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کی افریقہ میں جاری انسانیت کی خدمات کو سراہا۔

- Mr. Obinna Odebeatu – Chairman, Igbo Welfare Union Glasgow
- Mr. Frank Nyame – Chairman, Ghana Welfare Association Scotland
- Chief Josephine Oboh-MacLeod – Founder/CEO J.O.M. Charity
- Mr. Deji Smith – Chairman, Nigerian Association Scotland
- Mr. Mo Sonnie – President, Union of Liberian Organisations, UK
- Mr. Andy MacArthur – Glasgow Children's Hospital Charity
- Rt. Hon. Alison Thewliss MP – SNP MP for Glasgow Central

اس کانفرنس کے مہمانِ خصوصی مکرم ٹامی کیلن صدر پان افریقن احمدیہ ایسوسی ایشن برطانیہ نے خطاب کیا اور اپنی تنظیم کے مقاصد ، افریقہ میں جماعت کی خدمات اور نظامِ خلافت کے متعلق تفصیلی روشنی ڈالی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ آخر میں افریقن سنٹر گلاسگو کے بانی چیف جناب آمو لوگوٹے نے سب مہمانوں اور مقررین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس امن کانفرنس میں شرکت کی اور کہا کہ انہوں نے اسلام احمدیت کی امن کے بارہ میں تعلیم کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے۔ مہمانوں کو سوالات کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا جس کے جوابات جماعت کے مربیان نے پیش کئے۔ اس پروگرام کا اختتام دُعا سے ہوا جو مولانا داؤد احمد قریشی مبلغ انچارج اسکاٹ لینڈ نے کروائی۔ اس کانفرنس میں 70 سے زائد غیر مسلم مہمانوں سمیت 110مہمانوں نے شرکت کی جنہیں شام کا کھانا پیش کیا گیا۔

*****

صفوان اکبر۔امریکہ

انگریزی سے ترجمہ:احمد مستنصر قمر

چھٹے سالانہ اولڈبرج سروس ایوارڈز جماعت احمدیہ سنٹرل جرسی۔امریکہ کی تقریب

احمدیہ "مسجدبیت الہادی" امریکہ ریاست نیوجرسی کے ایک شہراولڈبرج (OldBridge) میں واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً65ہزارنفوس پر مشتمل ہےاوریہ ریاست نیوجرسی کی بڑی میونسپلٹیز میں سےایک ہے۔ یہاں پرجماعت کالوکل کونسل کے ساتھ سالہاسال سےپرانا تعلق چلاآرہاہےاوراس میں کافی قربت اورایسوسی ایشن ہے۔ جماعت کی طرف سےService Awardsکے نام سےایوارڈزدینےکےسلسلہ کاآغازاس سوچ سےہواکہ معاشرے میں جولوگ خصوصیت کےساتھ انسانی خدمت کاکوئی کام سرانجام دیں اوراپنی پیشہ ورانہ اور ذاتی زندگی کوانسانیت کی خدمت کےکاموں کےلئے وقف کردیں توانہیں ان کی خدمت کےاعتراف کےطورپرایوارڈ سےنوازا جائے۔چنانچہ اس تقریب کاانعقاد سالانہ بنیادوں پرکیاجاتاہےاورایساThanksgiving Seasonمیں کیاجاتاہے۔تاکہ جماعت کی طرف سےلوکل سطح پر اُن شہریوں کی خدمات کااعتراف کیاجائےاورانہیں خراجِ تحسین پیش کیاجائے جوجماعت کاماٹو"محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" کےاصول پرعمل پیراہوں۔

جماعت احمدیہ سنٹرل جرسی ماضی میں یہ ایوارڈکئی تنظیموں کودے چکی ہے جن میں لوکل فرسٹ ایڈسکواڈاولڈبرج فوڈبنک کے رضاکاران، کیمونٹی ایمرجنسی ریسپونس ٹیم(Community Emargency Response Team)، علاقےمیں معذوربچوں کی ایک فٹبال ٹیم جو ’’Just for kixs‘‘کےنام سے جانی جاتی ہےاورلوکل سروس شامل ہیں۔اس سال یہ ایوارڈاولڈبرج ٹاؤن شپ آگزلری پولیس (Old Brideg Township Auxilliary Police) کودیاگیا۔جولوکل پولیس کے تحت رضاکارانہ خدمت بجالانےوالاایک ادارہ ہے۔جس کا کام مختلف شہری تقریبات کےدوران ٹریفک کنٹرول کرنا،کسی آفت کی صورت میں امدادی کارروائیاں کرنا،ایمرجنسی میں مدد کرنااورشہری آبادی میں حفاظت کے پیش نظرگشت کرناہے۔یہ ادارہ پولیس کےماتحت بعض دیگرخدمات بھی بجالاتاہے۔ہرسال بیسیوں گھنٹے خدمتِ انسانیت کےکاموں میں وقف کرتاہے۔

اس سال ایوارڈکوحاصل کرنےکیلئےاس رضاکارادارےکےکئی پولیس آفیسر جن میں ڈپٹی چیف رونالڈ پیٹرسن(Ronald Petarson) بھی شامل تھے۔تقریب میں شامل ہوئے۔پروگرام کاآغازتلاوت قرآن مجیدسےہوا۔ اس کےبعدمکرم طارق شریف نےجماعت کی طرف سےایک سپاس نامہ پیش کیا۔امریکہ کے قومی پرچم کے ساتھ امریکہ کاقومی ترانہ ناصرات الاحمدیہ کی ایک رُکن زہرہ احمدنے پیش کیا۔ اس کے بعدشہرکےمیئر(Owen Henry)نے ویلکم ایڈریس پیش کیا۔ اورآگزلری پولیش یونٹ کوایوارڈ سےنوازا۔میئرنےاس موقع پرخصوصیت کےساتھ جماعت کےاس سالانہ پروگرام کی تعریف کی۔ اس طرح جماعت کی دیگرفلاحی خدمات کوبھی سراہا۔شہرکی بعض دیگرشخصیات نے بھی اس موقع پر تقریب سےخطاب کیا۔جن میں کونسل کی صدرMary Sohor،نائب صدرAneeta Greenberg Belliاور Edinn Brom جوکونسل ممبربرائےوارڈنمبر3 ہیں نیزصدرجماعت احمدیہ سنٹرل جرسی مکرم عبدالناصر نے بھی خطاب کیااورحاضرین کاشکریہ اداکیااورجماعت کےفلاحی کاموں کاذکرکیاجن میں فوڈ اور بلڈ کے عطیات دینےکاپروگرام ہے۔ہیومینیٹی فرسٹ کےپروگرام ہیں اوراپنےملک سےوفاداری اورامنِ عامہ کیلئے کوششیں شامل ہیں جن کی تحریک جماعت احمدیہ کےامام حضرت صاحبزادہ مرزامسروراحمدخلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے رہےہیں۔

تقریب کااختتام دعاکےساتھ ہوااوراس کےبعدخصوصی طور پر تیار کیاگیاThanks Giving Dinner حاضرین کی خدمت میں پیش کیاگیا۔

ٹی وی ایشیا چینل کے نمائندوں نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی اوراس کی خبراپنے پروگرام میں دی۔

****

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے !

نیّر سرحدی اپنے کالم ’’پوراسچ،،میں لکھتے ہیں ۔

یہ طاقت یہ دولت یہ جوانی یہ عزت یہ رُتبے یہ وقت یہ ساعتیں یہ گھڑیاں یہ لمحے یہ لحظے سدا ایک سے نہیں رہتے۔ کوشش ، محنت و مشقت اور جدوجہد اپنی جگہ مگر یہ جو تقدیر ہے نا، بڑی عجیب شے ہے انسان کو زیرو سے ہیرو اور ہیرو سے زیرو بنانے کا فن خوب جانتی ہے، یہ انسان ہی ہے کہ جو سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتا ہے، دولت او ر جوانی کے نشہ میں بدمست ہو کر اچھے اچھوں کو اپنے پیروں تلے لتاڑ دیتا ہے، یہ نہیں جانتا کہ کل اُسے دو گز زمین بھی نصیب ہوتی ہے یا نہیں ، یہ زمین اُسے اپنے سینے میں اُتارتی بھی ہے یا نہیں، کچھ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں مگر خدا خبر اپنے کسی معمولی یا غیر معمولی عمل بد کے باعث اتنی بڑی پکڑ میں آ جاتے ہیں کہ آزمائش فقط آزمائش ان کا مقدر بن جاتی ہے، یوں تو ہم اپنے وٹس ایپ پر شامل گروپس پر کم ہی نظر رکھتے ہیں کیونکہ ان گروپس میں دوچار باتیں تو مفید اور سبق آموز ہوتی ہیں مگر زیادہ تر ایسی ہوتی ہیں جنہیں دیکھنے اور پڑھنے سے وقت ہی ضائع ہوتا ہے، بہرحال انہی گروپس میں سے ایک گروپ نے ہمیں ایک ویڈیو کلپ شیئر کیا ہے جسے دیکھ اور سن کر آنکھوں میں جھڑی سی لگ گئی ، آنسو ضبط کے دامن سے اُمڈ آئے ، ہمیں اپنی والدہ کا چہرہ روبرو نظر آیا ،وڈیو کلپ میں ایک نجی ٹی وی چینل کے معروف اینکر نے ہماری ملاقات ایک ایسی خاتون ذی وقار سے کرائی ہے جو ضعیف العمری کی آخری حدوں کو چُھو رہی ہیں، لاہور کی ایک گنجان اور پوش آبادی کی چہل پہل سے ہمہ وقت پُر رونق سڑک کے ایک کنارے سفید چاندی جیسے اُجلے بالوں کے ساتھ موٹے موٹے عدسوں کی عینک لگائے وہیل چیئر پر بیٹھی یہ پُروقار خاتون جو آج ہر شخص کے آگے ہاتھ پھیلائے بھیک مانگنے پر مجبور ہے ، یہ خاتون پورے ایشیا کی پہلی کرائمز رپورٹر اور وہ ممتاز صحافی خاتون ہیں جن کے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں اپنے ذاتی چار اخبار تھے ، دو اُردو اور دو انگریزی زبان میں شائع ہوتے تھے ، ان اخبارات کا اجراء کراچی ، اسلام آباد اورنیو یارک سے ہوا کرتا تھا ، ڈیفنس میں چار چا ربنگلوں کی کوٹھیوں اور پانچ قیمتی گاڑیوں کی اس مالکہ کے نصیب میں اَن پڑھ شوہر لکھا تھا جسے نہ جانے کس جرم میں چوہ سال قید با مشقت کی سزا ہو گئی ، خاتون’’مادام‘‘کے نام سے ایک ماہنامہ بھی شائع کرتی تھیں پوری جمع پونجی شوہر نے اپنی بدمستیوں میں اُڑا دی اور جب حالات کی ستم ظریفیاں سہتے سہتے یہ خاتون عمر رسیدہ ہوئیں ، شوہر کا پتہ چلا جو عہد شباب میں قلم کی اس محافظ بیوی پر تشدد بھی کیا کرتا تھا ، خاتون جب شوہر کے عالی شان گھر میں داخل ہوئیں تو اس نے یہ کہہ کر میں آپ کو نہیں جانتا اپنی اس اہلیہ کو دھتکار دیا جس نے نہ صرف جوانی کے 36سال اس شوہر کے ساتھ نباہے بلکہ اپنا سب کچھ اس پر وار دیا ، ہم داد تحسین پیش کرتے ہیں نجی ٹی وی کے اُس اینکر کو جنہوں نے ایک سعادت مند بیٹے کا کردار ادا کرتے ہوئے ماں جی کو کرایہ کے ایک مکان میں تمام تر بنیادی سہولتیں فراہم کرتے ہوئے ایسا پُرسکون سائبان عطا کیا جس کے سائے تلےماضی کی عظیم صحافی خاتون اپنی زندگی کے باقی دن بڑے اطمینان سے گزار سکیں گی ، اس وڈیو کو دیکھ کر لاہور سے ایک کالر نے خواہش ظاہر کی ماں جی کا دامن انہیں پکڑا دیجئے ان کی والدہ رحلت کر گئی ہیں، ایک بیٹے کو اس کی ماں ، ایک بہو کو اس کی عزت مآب ساس اور ان کی معصوم بچی کو ایک پیاری سی دادی مل جائے گے، بھیک مانگتی زندگی سے نجات کے بعد گھر کا سکھ چین پا کر ماں جی کا چہر ہ خوشی سے دمک اُٹھا ، اینکر نے جب وطن پاک کی بقاء اور سلامتی کے لئے دعا کی درخواست کی تو ماں جی بلبلاتے بچے کی طرح تڑپ اٹھیں اشکبار آنکھوں کے ساتھ کہنے لگیں یہی تو ہے جس کی چھاتی سے چمٹ کر ماں کے وجود کی خوشبو آتی ہے ، یہ وطن ہے تو ہم ہیں ورنہ کچھ بھی نہیں ، کچھ بھی تو نہیں،آج ہمارے اسی معاشرہ میں نہ تو اچھے لوگوں کی کمی ہے نہ ہی بُرے لوگوں کی ، ہر شخص اپنے عمل سے جنت اور جہنم خود خرید رہا ہے، اچھے اعمال کا صلہ اس دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی جبکہ اعمال بد کی سزا انسان یہاں بھی بھگتتا ہے اور آخرت میں بھی ، بہت سے لوگ ہم نے دیکھے آپ کے مشاہدے میں بھی ضرور ہوں گے ، کوئی اعلیٰ دنیاوی مرتبہ مل جائے ، دھن دولت آ جائے ، گردن میں سریا گھس جاتا ہے اپنے خونی رشتوں تک کو پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں اور عالم یہ ہوتا ہے کہ

وقت و حالات بھول جاتے ہیں
اک اک بات بھول جاتے ہیں
حد تو یہ ہے کہ لوگ لمحوں میں
اپنی اوقات بھول جاتے ہیں

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جیسے پشاور کے نواحی علاقہ کا جواں سال وحید خان گزشتہ ماہ رمضان المبارک کی طرح اس ماہ مبارک میں بھی دوستوں سے چندہ اکٹھا کر کے دو چار سانچے برف خریدتا ہے اور پھر گدھا گاڑی پر رکھ کر دودو تین،تین کلو برف اُن غرباء و مساکین کے گھروں میں پہنچاتا ہے، جن کے کچے اور بوسیدہ گھروں میں انہیں وقت افطار ٹھنڈا پانی تک میسر نہیں ہوتا ، اُدھر راولپنڈی کی ائیرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی سوک سنٹر میں ایک بوسیدہ چھپڑ تلے بیٹھاسبزی فروش شوکت دن بھر سرگرداں نظر آتا ہے کہ کسی محتاج ، معذور کی مدد کرے، پچھلے دنوں اچانک ہم وہاں سے گزرے اس کی دکان کے باہر وہیل چیئر پر دو افراد الگ الگ بیٹھے نظر آئے ، شوکت نے بتایا کہ ایک شخص کسی بڑے حادثہ کا شکار ہو کر ٹانگوں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے معذور ہو چکا ہے کھاتے پیتے گھرانے کا یہ شخص فٹ پاتھ پر آ چکا ہے ،بیٹے ہیں مگر اس حال میں والد اور والدہ دونوں کو بے یارو مددگار چھوڑ کر چلے گئے ہیں ، اس کی اہلیہ اب لوگوں کے گھروں میں محنت مزدوری کرتی ہے ، دوسرا اسی سوسائٹی کا گارڈ تھا موٹر سائیکل سوار نے کچل دیا ، ٹانگ ٹوٹ گئی ، اب یہ بیروزگار بستر علالت پر ہے صاحب ثروت لوگوں کے آگے ہاتھ جوڑتا شوکت دہائی دیتا ہے کہ صاحب جس قدر ہو سکے ان کی مالی معاونت فرمائیں، تغیرات زمانہ انسان کوکیا کچھ دکھاتے ہیں کہیں پر اپنے پرائے لگنے لگتے ہیں ، کہیں پرائے اپنے سے لگتے ہیں ، زندگی کا یہ سفر رُکتا نہیں، کچھ لوگ اس سفر میں اپنا سب کچھ دوسروں پر نچھاور کر کے آخرت کے لئے اتنا زادراہ اکٹھا کر لیتے ہیں کہ جنت ان کی منتظر نظر آتی ہے اور کچھ لوگ ایسے جو یہاں مال و متاع اکٹھا کرتے رہتے ہیں،اپنے مال میں سے ذرا بھر مستحقین پر خرچ نہیں کرتے ، یہ توا نگر خالی ہاتھ جب اپنے رب کی طرف لوٹتے ہیں تو سوائے ندامت کے ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا ، جہنم ان کی راہ تک رہی ہوتی ہے،اللہ کریم ہم سب کو دین مبین اسلام سے مکمل وابستگی اللہ اور اس کے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی اطاعت اور تابع فرمانی اور قرآن مجید فرقان حمید کو پڑھنے، سمجھنے اور دلوں میں اُتارنے کا شعور عطا کرے آمین ۔

(روزنامہ ایکسپریس 25 مئی 2018ء)

(بقیہ از صفحہ 9۔کائنات کی وسعت)

ہیں کہ جو قوت جاذبہ کی لہروں سے بھی انتہائی زیادہ سریع السیر اور بہت زیادہ تیز رفتار ہیں۔ ان کی سپیڈ اتنی زیادہ اور تیز ہے کہ کائنات کے بہت دور دراز زمانی و مکانی فاصلے نہ صرف ان کی گرفت میں ہیں بلکہ یہ لہریں ان فاصلوں کو در خور اعتناء ہی نہیں سمجھتیں۔ ان لہروں کا منبع انسانی ذہن ہے۔ عرف عام میں انہیں ’’انا کی لہریں‘‘ بھی کہا جا سکتا ہے۔

انسان کو ایک صلاحیت دی گئی ہے کہ جسے "تجسس" کی صلاحیت کہتے ہیں۔ تجسس کی صلاحیتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ دنیا کا کوئی انسان جب انہیں استعمال کرتا ہے تو اس کا ذہن ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں کائنات کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہے۔ انسانی تجسس اور ذہن کی قوت پرواز اتنی زیادہ ہے کہ ماورائے کائنات بھی انسانی ذہن اور تجسس کی گرفت میں ہے۔ بہت زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن میں تقریباً ساڑھے سات سو آیات ایسی ہیں کہ جن میں کائنات پر تفکر، تسخیر،سوچ بچار اور غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے... کیونکہ جب ہم ریسرچ ، تفکر او ر تجسس کی صلاحیتیں استعمال کرتے ہیں تو لا محالہ ، ہمارا ذہن ماورائے کائنات میں موجودوریٰ الوریٰ ہستی ’’اللہ تعالیٰ ‘‘ کی طرف چلا جاتا ہے۔

DAILY ALFAZL LONDON
(Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

تعمیراتی ڈیزائن سے موسم کی تبدیلی ممکن ہے

جب سمندری طوفانوں نے امریکہ کے ساحلوں کو برباد کر دیا تو امریکہ کو یہ سمجھ آئی کہ پانی کے آگے بند نہیں باندھا جا سکتا۔ہمیں ایسی عمارتیں بنانی ہوں گی جو سطح سمندر سے اوپر مضبوط ستونوں پر قائم ہوں اور پانی ان کو نقصان پہنچائے بغیرنیچے سے بہہ کر نکل جائے۔جب زلزلے کے جھٹکے لگے تو پیشگی زلزلہ الارم اور لچکدار زلزلہ پروف عمارتوں کاتصور سامنے آیا۔عمارت بادباں کی طرح جھولےلیکن زمین بوس نہ ہو۔ماحولیاتی آلودگی نے فطرتی توازن برباد کیا تو ہمیں یاد آیا کہ لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر اور ماحول دوست سبز عمارتوں کی ایسی بہار لائی جائے،جہاں حجر وشجر ،پرند چرند ہمارے فطری ساتھی ہوں،ہر سُو سبزے کی چادر تنی ہو اور ہم فطرت کی آغوش میں سکون و آرام سے زندگی بسر کریں۔

جب سے اقوام متحدہ نے عالمی سطح پر حکومتوں کو پابند کیا ہے کہ وہ مکان،دکان ،دفتراور کارخانے بناتےوقت تحفظِ ماحولیات کا لازمی خیال رکھیں تب سے ماحول دوست منصوبے سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ فطرت اپنے جوہر میں بہت سادہ اور سخت ہوتی ہے،جسے جھاڑ جھنکار کے ساتھ الجھے کانٹوں اور سبزہ زار سے محبت ہوتی ہے۔انسان کا جمالیاتی ذوق جنگل میں منگل کا سماں باندھ کر اپنی کاٹ چھانٹ سے ایسے شالا مار باغ سجاتا ہے،جسے دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ فطرت کے گل بوٹے کے لئے باغباں کی تراش خراش درکار ہوتی ہے۔یہی احساس محبت لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر میں پایا جاتا ہے،جہاں خود رو گھاس کو تراش کر دلکش بنایا جاتا ہے۔ایسے لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر میں باغات، حجر وشجر،ہوا اور پانی کا گزر ڈیزائن کا ناگزیر حصہ ہوتے ہیں۔پاکستان میں بڑے تعمیراتی منصوبوں کو لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر اسٹائل میں بنایا جا رہا ہے۔کراچی،لاہور،اسلام آباد،کوئٹہ اور پشاور کی شکل ماضی کے مقابلےمیں خاصی تبدیل ہو چکی ہے۔

سماجی،سیاسی،اور معاشی ترقی کے ساتھ قدرتی وسائل کے بڑھتے استعمال سے تشویش بڑھ رہی ہے۔بڑھتی آبادی کے باعث وسائل کا دانشمندانہ استعما ل اور کاشتکاری کو ہر گھر کا حصہ بنانے کے لئے لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر اور گرین ہاؤسز پر کام ہو رہا ہے۔تعلیمی درس گاہوں کا ماحول فطرت سے مماثل کرنے کے لئے کئی بڑےمنصوبے بن رہے ہیں۔قدرتی وسائل کے زیاں کو روکنےاور پائیدار کمیونٹی کے قیام کے لئے آرکیٹیکٹس ماحول دوست عمارتیں بنانے کی صائب کوشش کر رہے ہیں۔بابل کے معلق باغات ہوں یا الحمرا و غرناطہ اور مغل حکمرانوں کے شاہی باغات،فطرت شناس آرکیٹیکٹس تاریخ کے ہر دور میں اپنی عظمت کے جھنڈے لہرا چکے ہیں۔امریکن لینڈ اسکیپ آرکیٹکچر کے بانی فریڈرک لا اولمسٹیڈ اور پامیلا برٹن ،برازیلین کے رابر ٹوبرلے مارکس،فرینچ جین چارلس الفنڈ اور آندرے لی نو ٹرے اور جرمن امریکن جارج کیسلر جیسے بڑے ناموں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا،جنہوں نے مکانات اور باغات کے حیرت انگیز ڈیزائن بنائے۔ماحولیاتی آلودگی کو روکنے کے لئے آرکیٹیکٹس اور تعمیراتی کمپنیاں ان کے نقشِ قدم پر چل کر زمین کو بچانے کے لئے مشترکہ کاوشیں کر رہے ہیں،جس میں پاکستان کی شجر کاری مہم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

اس وقت ہمیں جس عالمی درجہ حرارت و حدت اور موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا ہے،اس کی بنیادی وجہ صنعتی انقلاب اور تیزی سے جنگلات کا کٹاؤ ہے،جس نے فضا کو زہر آلود بنا کر ہمیں فضائی و آبی آلودگی سے دوچار کر دیا ہے۔اس وقت دنیا بھر میں تحفظِ ماحولیات پر کام ہو رہا ہے۔

(آن لائن)

اسپغول کے استعمال کے مختلف طریق

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔کینیڈا

- صبح، دوپہر، شام تازہ پانی کے ہمراہ کھانا کھانے سے پہلے استعمال کریں۔
- چونکہ یہ چپک جاتا ہے اس لئے ہم وزن چینی ملا کراستعمال سے یہ نقص دور ہو جاتا ہے ہم وزن چینی ملا کر تازہ پانی کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں ۔
- گرم مزاج لوگ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح چینی یا سادہ شربت یا سکنجبین سادہ یا بازار میں ملنے والے مشروبات مثلاً روح افزاء، جامِ شیریں، وغیرہ سے میٹھا کر کے بطور ایک خوش ذائقہ مشروب کے پی سکتے ہیں۔ اس طریقہ پر اسپغول کا استعمال دن

میں حسبِ خواہش کئی مرتبہ بھی ہو سکتا ہے۔
- شربت بنفشہ خانہ ساز کے ذریعہ شیریں کر کے استعمال کرنے سے اس کی افادیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

اسپغول کی کھیر

- گرم مزاج اسپغول کی کھیر بنا کر استعمال کر سکتے ہیں ۔

تقریباً نصف کلو پانی میں 2۔3 چمچ اسپغول ثابت یا چھلکا اسپغول ڈال کر آگ پر پکائیں ،اور حسبِ طبع اس میں دودھ اور چینی کا اضافہ کریں، اور جب مثل کھیر گاڑھا ہو جائے تو اتار کر رکھ لیں۔ مذکورہ اوزان میں حسبِ طبع کمی بیشی کر سکتے ہیں نیز پانی کی جگہ دودھ استعمال کر سکتے ہیں ۔

گرم مزاج اس خوش ذائقہ کھیر کو برف سے ٹھنڈا کر کے کھا سکتے ہیں ۔جبکہ سرد مزاج اسے نیم گرم صورت میں ہی استعمال کریں۔ نیز سرد مزاج نیم گرم پانی یا نیم گرم دودھ یا چائے کے ہمراہ استعمال کریں یا ان چیزوں میں حل کر کے پی لیں یا نیم گرم پانی وغیرہ میں حل کر کے شربت بنفشہ یا چینی سے شیریں کر کے پیئیں ۔

اسپغول کا استعمال بلحاظ موسم

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا گرم مزاج اسے ٹھنڈا مشروب کی صورت میں استعمال کر سکتے ہیں۔بعینہٖ اسے موسم گرما میں مذکورہ طریق پر استعمال کرایا جا سکتا ہے ۔

اسی طرح سرد مزاج لوگوں کی ترکیب استعمال جو کہ درج ہو چکی ہے اس کے مطابق موسم سرما میں بھی کرایا جا سکتا ہے ۔

چند احتیاطیں

- یاد رہے کہ ہمیشہ ثابت اسپغول استعمال کرنا چاہیئے ۔
- اسپغول کو استعمال سے پہلے اچھی طرح صاف کر لینا چاہیئے
- اسپغول سالم کا استعمال چھلکا اسپغول کی نسبت زیادہ مفید ہے ۔
- جن طبائع کو پھولے ہوئے اسپغول کا ذائقہ نا پسند ہو وہ اسے پھولنے سے قبل ہی فوری طور پر حل کر کے پی لیں۔
- امراض مزمنہ میں اسپغول کے عرصہ تک استعمال کرنے سے ہی خاطر خواہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں ،لیکن ہفتہ عشرہ تک لگا تار استعمال کرنے کے بعد چند ایک ناغے کر لینے چاہئیں ۔
- ثابت اسپغول یا چھلکا اسپغول کے بارہ میں ایک اصول یاد رکھیں کہ جب استعمال کریں تو بھر پور مقدار میں استعمال کریں۔ اس سے یہ پھول کر حجم بڑھا کر انتڑیوں کو صاف کر دیتا ہے۔مگر بہت کم مقدار میں استعمال کرنے سے یہ انتڑیوں میں چپک کر قبض کا باعث بن سکتا ہے۔پھر دوسری بات یہ ہے کہ اسے لگاتار کبھی استعمال نہ کریں۔چند روز استعمال کر کے ناغے کریں پھر شروع کر لیں ۔

کائنات کی وسعت اور روشنی کی رفتار

ڈاکٹر مطلوب حسین اپنے کالم دل آئینہ ساز (مطبوعہ ایکسپریس 24اکتوبر 2008ء) میں لکھتے ہیں۔

سائنسدانوں کی ریسرچ یہ ہے کہ روشنی کی سپیڈ ایک لاکھ 82ہزار 2سو میل فی سیکنڈ ہے۔ سائنسدان روشنی کی سپیڈ کو سب سے تیز رفتارچیز مانتے ہیں ۔ اُن کی بات میں وزن بھی ہے ۔ وزن اس لئے ہے کہ روشنی کی یہ سپیڈ اتنی سریع ہے کہ روشنی کی ایک لہر ایک سیکنڈ میں زمین کے گلوب کے گرد آٹھ مرتبہ گھوم جاتی ہے۔

جیسا کہ عرض کیا کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ بیاسی ہزار دو سو میل فی سیکنڈ ہے۔ اگر روشنی کی ایک لہر اپنی پوری رفتار سے ایک سال تک چلتی رہے، تو ایک سال میں جتنا فاصلہ طے ہوگا اسے ’’ایک نوری سال کہیں گے‘‘۔ اگر حساب کیا جائے تو ایک سال میں یہ فاصلہ 57کھرب ،39ارب میل ہو گا ، جو کلومیٹروں میں91کھرب ، 82ارب کلومیٹر بنتا ہے۔ آئن سٹائن کا کہنا ہے کہ اگر روشنی کی ایک لہر ایک لاکھ بیاسی ہزار دو سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے کائنات کے ایک سرے سے دوسرے کی جانب سفر کرتی ہے تو وہ اپنا سفر کم و بیش 3ارب نوری سال میں مکمل کر سکے گی۔ یہاں سے کائنات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اب آپ ایک نوری سال کے دوران طے کئے گئے 57کھرب، 39ارب میل کے فاصلے کو 3ارب نوری سال سے ضرب دیں۔ ہمارا شعور اتنی لمبی چوڑی گنتی کو گن ہی نہیں سکتا۔ یہاں آ کر انسان کا ذہن مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے ، اور اپنے آپ پر اترانے والا انسان پھر یہ خوب جان لیتا ہے کہ اتنی زیادہ وسیع و عریض کائنات میں اس کی اپنی حیثیت کیا ہے؟ پھر خدا کا وجود تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ۔ آئن سٹائن بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ اتنی بڑی منظم کائنات کو چلانے والا کوئی تو ہے۔

آئن سٹائن کے مفروضے کے مطابق کائنات کا قُطر تین ارب نوری سال کے برابر ہے۔ آئن سٹائن نے یہ بھی کہا کہ اگر اس عظیم کائنات کے کسی گوشے میں کھربوں ستاروں پر مشتمل کوئی کہکشاں کریش ہو جائے یا دفعتاً بکھر جائے تو کائنات میں موجود ایک قوت’’قوت جاذبہ کی لہریں‘‘ آناً فاناً اپنا ردعمل ظاہر کرتی ہیں اور نظام کائنات کا بیلنس قائم رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کائنات کے کسی گوشے میں اپنی عمر پوری کر کے فنا ہونے والا ستارہ یا سیارہ اپنی موت کے ساتھ کائنات میں ایسا ارتعاش پیدا کر دے کہ جس کی بناء پر یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ قوت جاذبہ کی لہروں کی رفتار اتنی زیادہ ہے کہ یہ کائنات کے ایک سرے سے دوسرے تک ’’سڈن لی‘‘ پہنچ جاتی ہیں۔ دنیا کے موجودہ سائنسدان اب تک اسی قوت جاذبہ کی لہروں کو کائنات کی سب سے تیز رفتار چیز مان رہے ہیں ... لیکن کچھ لہریں ایسی بھی

(باقی صفحہ نمبر8پر)